تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار — لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم — ۱۴ تا ۲۰ دسمبر ۲۰۰۰ء (۱۷ تا ۲۳ رمضان ۱۴۲۱ھ) — مدیر: حافظ عاکف سعید

دنیا کی سب سے بڑی نعمت؟

نعمتوں کے بارے میں ہمارا تصور دولت' شہرت' اقتدار' جائیداد' اولاد اور صحت وغیرہ تک محدود ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی شے بھی نعمت نہیں ہے' نعمت صرف ایک ہے اور وہ نعمت ہدایت ہے' ہدایت ہو گی تو دولت بھی نعمت ہے' صحت بھی نعمت ہے' ہدایت کی بناء پر آپ دولت اور صحت سے نیکیاں کمائیں گے اور اگر ہدایت نہیں ہے تو اسی صحت کی بنیاد پر معصیت کریں گے' تو ظاہر ہے کہ ایسی صحت نعمت نہیں بلکہ زحمت ہے۔ ہدایت ہے تو زندگی کا ایک ایک لمحہ نعمت ہے' ہدایت نہیں ہے تو زندگی لعنت ہے۔ ہدایت ہے تو اولاد نعمت ہے' اسے آپ دین کے کام میں لگائیں گے اور اسے صدقہ جاریہ بنائیں گے۔ ہدایت نہیں ہے تو یہی اولاد آپ کیلئے عذاب کا باعث بنے گی کیونکہ آپ نے جو کچھ کما کر جمع کیا ہے اس کو اللوں تللوں میں اُڑائے گی اور ان کی غلط کاریوں کا حساب آپ کے کھاتے میں جمع ہوتا رہے گا۔ قرآن مجید میں دو جگہ کہا گیا ہے: ﴿فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (التوبۃ: ۵۵ اور قدرے مختلف الفاظ کے ساتھ التوبۃ: ۸۵)"ان (کافروں) کے مال اور ان کی اولاد (کی کثرت) تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے' اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے ان کو دُنیا کی زندگی میں عذاب دینا چاہتا ہے"۔ اگر ہدایت نہیں تو دولت' اولاد' صحت یہ سب ہماری تباہی کا سامان اور ہمارے جہنم میں جانے کیلئے تمہید ہیں۔ پارس وہ شے ہے جس سے کوئی چیز چھو جائے تو وہ سونا بن جاتی ہے۔ اسی طرح ہدایت وہ شے ہے کہ اس کے ساتھ صحت بھی نعمت ہے' زندگی بھی نعمت ہے۔ ہدایت کے باوجود بھی اگر کچھ کوتاہیاں ہو جائیں تو ان کی تلافی کا امکان ہے۔ کیونکہ ہدایت کی بدولت انسان توبہ کے ذریعے اپنی غلطیوں کی تلافی کر لیتا ہے۔ ہدایت کے ساتھ اگر اقتدار نصیب ہو جائے تو خلق خدا کی بہتری کا سامان ہو جائے گا۔ اگر اقتدار ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آ جائے جن کے پاس ہدایت نہیں تو نتیجہ یہی نکلے گا کہ خلق خدا انہیں کوسے گی اور یہ خلق خدا کو لعنت کریں گے۔ معلوم یہ ہوا کہ اس دُنیا میں' اس آسمان کے نیچے اور اس زمین کے اوپر حقیقتاً نعمت صرف ایک ہے اور وہ ہدایت ہے جو کہ مطلقاً نعمت ہے' سراپا نعمت ہے اور جو ہر نعمت کو نعمت بنانے والی ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر کوئی شے نعمت نہیں ہے۔

(محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب "دنیا کی عظیم ترین نعمت' قرآن حکیم" سے اقتباس)

اس شمارے میں

☆ الھدیٰ اور فرمان نبویؐ 2
☆ فرق صاف ظاہر ہے (تجزیہ) 3
☆ گوشۂ خلافت 5
☆ اکیسویں صدی اور قرآن 6
☆ گوشۂ خواتین 8
☆ یوم باب الاسلام 9
☆ کاروان خلافت منزل بہ منزل 10
☆ افہام و تفہیم 12
☆ متفرقات ✪

نائب مدیر:
فرقان دانش خان
معاونین:
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ مرزا ندیم بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت:
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد
طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس - ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-5869501 فیکس: 5834000
سالانہ زر تعاون -/175 روپے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ البقرۃ (۲)

﴿ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾

"الف لام میم ' یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ' ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لئے۔"

تمہیدی مباحث

مکی سورتوں کا تیسرا اہم مضمون رسولوں کے حالات و واقعات پر مبنی ہے۔ یہ واقعات مکی سورتوں میں بار بار تکرار اور اعادے کے ساتھ آئے ہیں' مکی سورتوں میں احکام بہت کم آئے ہیں' ان سورتوں میں اگر کہیں حکم دیا جا رہا ہے کہ نماز قائم کرو' مال خرچ کرو۔ وہ بھی اس معنی میں نہیں کہ نظامِ زکوٰۃ عطا کیا گیا ہو' بلکہ اللہ کی خوشنودی اور اپنے تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کے لئے غرباء اور مساکین پر خرچ کرو۔ اس لحاظ سے اس کے ڈانڈے بھی بنیادی اخلاقی تعلیمات سے جا ملتے ہیں۔

احکام کا جہاں تک تعلق ہے یعنی احکام تشریعی جن سے قانون شریعت بنتا ہے' ان کا ابتدائی خاکہ سورۃ البقرۃ میں آیا ہے۔ اس میں تدریجاً جو تبدیلیاں ہوتی رہیں اور جو ارتقائی مراحل طے ہوئے اس اعتبار سے سورۃ المائدہ گویا کہ تکمیل شریعت کی سورۃ ہے اور سورۃ البقرۃ آغازِ شریعت کی سورۃ ہے۔ ویسے یہ کہ سورۃ النساء اور سورۃ النور میں بھی کچھ احکام آپ کو مل جائیں گے۔ پھر اس سے آگے چل کر سورۃ الاحزاب میں بھی مل جائیں گے۔ مالِ غنیمت کے احکام سورۃ الانفال میں مل جائیں گے۔ کچھ متفرق احکام قرآن حکیم کے دوسرے مقامات پر بھی مل جائیں گے لیکن بحیثیت مجموعی یہ کہا جا سکتا ہے پہلا گروپ شریعت کا گروپ ہے۔ شریعت محمدیؐ کا آغاز اور اس کا ابتدائی خاکہ (Blue Print) سورۃ البقرۃ میں ہے اور شریعت کی تکمیل سورۃ المائدہ میں ہے جس کا زمانہ نزول ۷ھ ہے۔ ۷ ہجری تک پہنچتے پہنچتے یہ احکام شریعت اپنی تکمیلی صورت کو پہنچ گئے ہیں۔ اس اعتبار سے اس گروپ کے عمود کا جزو اوّل جو میں نے شمار کیا ہے' اس کو کہا جا سکتا ہے کہ اس کا براہِ راست تعلق الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے ساتھ ہے۔ سورۃ الفاتحہ اس گروپ کی مکی سورت ہے۔ اس میں ہمیں یہ دعا تلقین کی گئی : ﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴾ "ہمیں راہنمائی عطا فرما' ہمیں ہدایت بخش سیدھے راستے کی"۔

وہ سیدھا راستہ شریعت کا راستہ ہے۔ "شارع" راستے کو کہتے ہیں' اسی طرح "طریق اور صراط" بھی راستے کو کہتے ہیں۔ بہرحال اس دعا "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" کا جواب اس گروپ کی اگلی چار سورتوں یعنی سورۃ البقرہ سے سورۃ المائدہ تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت کی صورت میں عطا ہو گیا۔

قرآن اُمت کے لیے باعث شرف ہے

عَنْ عَائِشَةَ (رضی اللہ عنہا) قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شَرَفًا يَتَبَاهُوْنَ بِهٖ وَاِنَّ بِهَاءَ اُمَّتِيْ وَشَرَفُهَا الْقُرْاٰنُ)) (الطبرانی)

"حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"ہر چیز کا کوئی نہ کوئی شرف ہوتا ہے جس پر اسے ناز ہوتا ہے' اور میری امت کی وجۂ ناز و شرف قرآنِ مجید ہے۔"

دیکھا جائے تو یہ کتنی بڑی فضیلت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو نوازا ہے کہ انہیں وہ چیز عطا کی ہے جو الھدیٰ اور دین الحق ہے' جب کہ پہلی امتوں کو صرف کتاب اور میزان ہی عطا کی گئی جو صرف اُسی دَور کے لئے ہدایت ہوتی تھی' بعد میں اس میں تحریف بھی ہو جاتی تھی اور وہ ضائع ہو جاتی تھی۔ جب کہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کے لئے ہدایت اور پھر تاقیامِ قیامت باقی رہنے والی ہدایت بنا کر نازل کیا اور اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا اور اس کا معین کردہ دین الحق پوری انسانیت کے لئے راہ اعتدل اور سواء السبیل بنا دیا تاکہ انسانیت ظلم و استحصال سے بچ سکے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ حاملین الھدیٰ اور دین الحق ہی اس شرف و عطا سے بیگانے ہو گئے ہیں اور اس پر یقین سے تہی دست ہیں۔ آج کا انسان اپنے بنائے ہوئے نظام زندگی کے ہاتھوں کتنا مجبور ہے کہ خود کو نیشنلزم کے حصار میں قید کر چکا ہے اور باوجود انسان ہونے کے دوسرے انسانوں سے دشمنی اور باہمی حسد اور بغض کی آگ میں جل رہا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ قرآن حکیم دنیا کی عظیم ترین نعمت ہے جو اس امت کو عطا کی گئی ہے اور اس پر امت مسلمہ کو بجا طور پر نازاں ہونا چاہئے اور "فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا" کے مصداق اس پر شاداں و فرحاں ہونا چاہئے۔ مزید برآں اسے اپنا امام بناتے ہوئے اس کے عطا کردہ نظام عدلِ اجتماعی کی بنیاد پر ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہئے جو دنیا کے لئے مینارۂ نور ہو۔

کاش اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے حامل امتی اس قرآن مجید کے شرف کو اپنا شرف قرار دے لیں اور اس ہدایت اور نظام زندگی کو اختیار کر کے باقی تمام انسانیت کے لئے رہبر اور امام بن جائیں اور انہیں ظلم و استبداد کے اندھیروں سے نکال کر قرآن کی عطا کردہ عدل و انصاف کی روشن راہوں پر گامزن کر دیں۔

ذوالفقار علی بھٹو اور نواز شریف ــــ فرق صاف ظاہر ہے

تجزیہ نگار کے نقطہ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

ابوالحسن

چار اور پانچ جولائی ۱۹۷۷ء کی درمیانی شب نصف سے زائد گزر چکی تھی لیکن وزیر اعظم ہاؤس کے کیبنٹ روم میں پاکستان قومی اتحاد کے نئے مطالبات پر گرماگرم بحث جاری تھی۔ بالآخر صدر مجلس ذوالفقار علی بھٹو نے فیصلہ کن انداز میں کہا "ہمیں ہر حالت میں قومی اتحاد سے معاملات کو طے کرنا ہے کیونکہ ملک مزید توڑ پھوڑ کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہی ملکی مفاد کا بھی تقاضا ہے" یہ کہتے ہوئے میٹنگ ختم ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ بھٹو کچھ دیر کوریڈور میں ٹہلتے رہے پھر اپنے بیڈ روم میں داخل ہو گئے۔ رات کا لباس پہن کر ابھی وہ بستر پر نیم دراز ہوئے تھے کہ خصوصی ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ دوسری طرف ان کے کزن ممتاز بھٹو تھے انہوں نے اطلاع دی کہ میٹنگ سے واپسی پر انہیں سڑک پر فوجی گاڑیاں نظر آئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چیک کریں مجھے کچھ گڑبڑ محسوس ہوتی ہے۔ بھٹو یقین نہیں کر رہے تھے صرف چند دن پہلے بہت سے جرنیلوں کی موجودگی میں ضیاء الحق نے سینے پر ہاتھ رکھ کر حکومت سے وفاداری کا اظہار کیا تھا۔ اس اطلاع پر بھٹو نے آرمی ہاؤس فون کیا معلوم ہوا۔ ضیاء الحق گھر پر نہیں بلکہ جی ایچ کیو میں ہیں۔ جنرل فیض علی چشتی، جنرل غلام جیلانی، جنرل اقبال کوئی بھی گھر پر موجود نہیں تھا۔ یہ سب لوگ اس وقت GHQ میں کیا کر رہے ہیں۔ بھٹو پر بات بالکل عیاں ہو چکی تھی۔ پھر بھی اس نے جرأت سے کام لیتے ہوئے جی ایچ کیو فون کیا اور ضیاء الحق سے پوچھا کہ سڑکوں پر فوجی گاڑیاں کیوں گشت کر رہی ہیں کیا آپ نے ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا ہے۔ لیس سر ضیاء الحق نے بڑے ادب سے جواب دیا۔ سر آپ اس وقت زیر حفاظت ہیں پلیز یہ بتائیں کہ آپ کہاں جانا پسند کریں گے 'نوڈیرو یا مری؟ غصہ بھری آواز سے "مری" کہہ کر بھٹو نے فون بند کر دیا۔

اگلی صبح بھٹو مری منتقل کر دیئے گئے۔ چند روز بعد ضیاء الحق بھٹو سے ملنے پہنچے تو کیمرے کی آنکھ نے ایک عجیب منظر محفوظ کر لیا۔ قیدی ذوالفقار علی بھٹو تھری پیس سوٹ پہنے صوفے پر براجمان جبکہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق عجز و انکسار کا مجسمہ بنے گردن جھکائے بیٹھے ہیں۔ بعض جیالوں نے یہ تصویر دیکھ کر بڑک لگا دی کہ چند دنوں میں ضیاء ہاتھ جوڑ کر تخت حکومت بھٹو کے حوالے کر دے گا۔ لیکن اس وقت ہی ایک واقف حال اور تجربہ کار شخص نے تبصرہ کیا تھا کہ بھٹو کی جان خطرہ میں ہے۔ جلد ہی بھٹو پر مقدمات قائم ہونا شروع ہوئے۔ جسٹس مشتاق کی سربراہی میں جو بھٹو دور میں زیر عتاب رہے تھے ایک خصوصی عدالت قائم کی گئی جس میں بھٹو پر ملک توڑنے کا مقدمہ دائر کیا گیا لیکن یہ عدالت مقدمے کی سماعت ہونے سے پہلے ہی ختم کر دی گئی اور احمد رضا قصوری کے والد کے قتل کا مقدمہ عام عدالت میں دائر کر دیا گیا۔ جس میں بھٹو کو سزائے موت ہوئی جسٹس مشتاق ہی فیصلہ کرنے والے بنچ کے سربراہ تھے۔ سپریم کورٹ نے بھی ان کی سزائے موت برقرار رکھی۔

> موجودہ صورت حال میں حکومت نے جرات اور دلیری سے ملکی مفادات کا تحفظ نہ کیا تو بڑی بدقسمتی ہوگی

فیصلے کے دن سے لے کر تارا مسیح کے گردن میں پھندا ڈالنے تک داخلی اور خارجی سطح پر بے شمار لوگوں نے انتہائی کوشش کی کہ بھٹو اور فوجی حکومت میں صلح ہو جائے۔ بھٹو سیاست سے تائب ہو کر بیرون ملک چلے جائیں۔ لیکن بھٹو کچھ ماننے کے لئے تیار نہیں تھے۔ ایک ہی رٹ تھی کہ "فوج کا اقدام غلط تھا۔ میں پھانسی چڑھ جاؤں گا لیکن ایسے شخص سے مفاہمت نہیں کروں گا جس نے اپنے حلف کا لحاظ نہ کیا" انہوں نے جیل سے نصرت بھٹو اور بے نظیر کو رحم کی اپیل کرنے سے سختی سے منع کر دیا اور جیل سے یہ بیان بھی جاری کیا کہ میرے کسی عزیز نے حکومت سے معافی کی اپیل کی تو میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ لہٰذا ۴ اپریل ۱۹۷۹ء کو بھٹو کو پھانسی کا پھندا گلے میں ڈال دیا گیا۔ Finish it یہ وہ آخری الفاظ تھے جو بھٹو نے تارا مسیح کو مخاطب کر کے کہے۔

بھٹو اپنے بڑوں کو انگریزوں کی عطا کردہ جاگیروں کی وجہ سے پیدائشی جاگیردار تھا، پھر بھی یہ صعوبتیں برداشت کر گیا۔ جبکہ میاں نواز شریف محنت کش کے بیٹے ہونے کے باوجود تکالیف برداشت نہ کر سکے۔ وہ ذوالفقار علی بھٹو کے بعد دوسرے عوامی لیڈر تھے جنہیں فوج نے معزول کیا۔ معزولی کے بعد ایک دن کے لئے بھی میاں نواز شریف اپنے حواس پر قابو نہیں پا سکے۔ وہ جب بھی عدالت میں پیش ہوئے وہ سخت پریشان نظر آئے۔ جیل میں سہولتوں کے لئے چیخ و پکار کرتے رہے اور اب ملنے والی اطلاعات کے مطابق حکومت کا تختہ الٹے جانے کے فوراً بعد سے ان کا خاندان مختلف ذرائع سے حکومت سے رابطہ کرتا رہا اور اس سلسلے میں کئی درخواستیں بھی حکومت کو دی گئیں۔ حکومت کے خلاف تحریک مزاحمت شروع کرنا اور اتحادوں میں شرکت بھی اپنی سودا کرنے کی پوزیشن کو بہتر بنانا تھا۔ بیرون ملک نواز شریف کے چھوٹے بیٹے حسن نواز بار بار عرب امارات اور سعودی عرب کا دورہ کر کے ان دوست ممالک کو نواز شریف کی جلاوطنی کے لئے پاکستان پر دباؤ ڈالنے کی درخواست کر رہے۔ لہٰذا ۱۰ دسمبر کو ایک معاہدے کے تحت انہیں سعودی عرب جلاوطن کر دیا گیا۔

شریف فیملی اور حکومت کے مابین اس ڈیل پر مختلف رد عمل کا اظہار ہو رہا ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک حکومت اور نواز شریف دونوں نے بے اصولی اور بزدلی کا مظاہرہ کیا۔ نواز شریف نے اپنی سیاست' اپنے جانثار ساتھی' عوام کا قرب غرض سب کچھ بھلا کر اپنی جان بچانے کو ترجیح دی۔ جبکہ حکومت نواز شریف کی سیاسی قوت سے خوفزدہ تھی۔ وہ اسے راستے سے ہٹا کر چین کی بانسری بجانا چاہتی تھی۔ حالانکہ اس کی کوشش یہ ہونی چاہئے تھی کہ وہ اپنی اچھی کارکردگی سے عوام کو ریلیف دیتی تاکہ عوام سیاست دانوں سے نجات حاصل کر کے سکون محسوس کرتے۔ اس ڈیل پر یہ تبصرہ بھی ہوا کہ کیا قوانین کا اطلاق صرف عام شہریوں پر ہوتا ہے اور بڑے لوگ قانون سے بالاتر ہیں' یہ رعایت عام مجرم کو کیوں نہیں ملتی۔ کہنے والے یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ نواز شریف' پی پی او، زرداری کرپشن مافیا کے سرغنہ تھے ایک کو بھگا دیا دوسرے کو بھگانے کی تیاری ہو رہی ہے تو اب احتساب کے ڈرامے کا کیا بنے گا۔ حکومت کے اس اقدام سے احتساب کی کریڈیبلٹی تو ختم ہو گئی ہے۔

نوابزادہ نصراللہ فرماتے ہیں کہ سیاست میں پہلی مرتبہ

تاجر سے واسطہ پڑا تھا اور وہ ہاتھ کر گیا ہے۔ بے نظیر کے جیالے کہہ رہے ہیں کہ بہت شور تھا کہ مسلم لیگ پیپلز پارٹی اتحاد میں پیپلز پارٹی دھوکہ کرے گی اب بتائیں کس نے کس سے دھوکہ کیا۔ جسٹس (ر) سجاد علی شاہ کہتے ہیں کہ یہ توہین عدالت ہے۔ صدر نے کس قانون کے تحت قید کی سزا معاف کی ہے۔ گویا جتنے منہ اتنی باتیں۔

ہماری رائے میں اگرچہ یہ تمام تبصرے اپنی جگہ درست ہیں۔ تاہم قانونی صورتِ حال کے بارے میں راقم اپنی لاعلمی کا اعتراف کرتا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ سزا کی معافی قانون کے تحت ہو۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے قانون کیوں بنائے جاتے ہیں جو خود انصاف کا خون کر دیتے ہیں۔ یک چشمی قانون یقیناً جالی قانون ہے۔ یہ بات بھی صدفی صد درست ہے کہ احتساب بے معنی ہو گیا ہے اور عدالتی نظام خزانے پر بوجھ محسوس ہونے لگا ہے۔ دوسری طرف یہ نواز شریف اور حکومت دونوں کی طرف سے بزدلی کا مظاہرہ بھی ہے۔ اگر ۱۲ اکتوبر ۹۹ء کو فوج نے عوامی مینڈیٹ کی توہین کی تھی تو ۱۰ دسمبر ۲۰۰۰ء کو بھاری مینڈیٹ کے حامل لیڈر نے محض زندگی کو آسودہ بنانے کے لئے عوام کو دھتکار دیا اور ان سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ وہ ایک عام لیڈر کی طرح قید و بند کی صعوبتیں برداشت نہ کر سکا۔ ظاہر ہے کہ یہ ڈیل چند دنوں میں طے نہیں پائی ہو گی بلکہ اس میں خاصا وقت لگا ہو گا جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ چند روز قبل جو نئے اتحاد میں شرکت کی گئی ہے وہ بھی محض سودابازی کی پوزیشن کو بہتر بنانے کے لئے کی گئی اور یہ اپنے اتحادیوں کو کھلا دھوکہ ہے۔ لیکن ہماری رائے میں بحیثیت مجموعی یہ ڈیل ملک کے مفاد میں ہے۔ اختلاف اور حکومت کے اقدامات پر گرفت تو اچھی اور مفید روایت ہے لیکن انتقامی سیاست اور ایسی سیاست جو ذاتی دشمنی میں تبدیل ہو جائے اس نے ماضی قریب میں شدید نقصان پہنچایا ہے۔ ہماری دوستی کی دعویدار ایک سپرپاور نے ہمیشہ یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ حکومت اور اپوزیشن کی جنگ کو تیز سے تیز تر کیا۔ لہٰذا کبھی حکمران کی کرسی کو خطرہ میں ڈال کر اس سے اپنے مفادات کے تحت فیصلے کروائے اور کبھی اپوزیشن سے ملکی مفاد کے خلاف وعدے لے کر اسے تخت نشین کروایا۔

ہمارے سیاست دان جب اقتدار کی ہوس اور باہمی دشمنی میں اندھے ہو جاتے تھے تو بیرونی آقاؤں کے اشارے پر سب کچھ کرنے کو تیار ہو جاتے تھے۔ خصوصاً بے نظیر اور نواز شریف ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے ہر سطح پر تیار ہو گئے۔ محترمہ اگر امریکہ کو خوش کرنے کے لئے شرعی سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیتی تھیں تو نواز شریف ڈاکٹر عبدالقدیر سے پوچھتے تھے کہ ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے سے ہمیں مالی طور پر کتنا نقصان ہو گا۔ اس نوع کی بہت سے مثالیں دی جا سکتی ہیں کہ ہمارے لیڈروں کی باہمی چپقلش سے دشمن نے کس قدر فائدہ اٹھایا۔

اس ڈیل پر اہم ترین اور وزنی اعتراض یہ ہے کہ قانون کے یکساں نفاذ اور عدالتوں کے فیصلوں کی کیا حیثیت رہ جائے گی۔ اس معقول اور مدلل اعتراض کے سلسلہ میں عرض ہے کہ یہ ڈیل ہنگامی بلکہ انتہائی ہنگامی صورتِ حال میں ہوئی (ہنگامی صورتِ حال کی تفصیل کا آگے ذکر ہو جائے گا) دوسرا یہ کہ بے نظیر اور نواز شریف دونوں پر اصل الزام کرپشن اور مالی وسائل کی لوٹ مار کا تھا۔ عام راہزن بھی اپنی ڈکیتی کے ثبوت ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ دونوں تو پڑھے لکھے تھے اور بیوروکریسی کے اہم ستون ان کی رہنمائی کرتے تھے اور ہمارا قانون بھی انتہائی بے ڈھنگا اور صدیوں پرانا ہے پھر ہماری عدلیہ کی روایات

> پیدائشی [illegible]
> برداشت [illegible] نواز
> شریف جیل میں اپنے آپ پر قابو نہ پا سکا

کوئی اتنی شاندار نہیں تھیں لہٰذا عام عدالتی کارروائی سے انہیں عبرت ناک سزا دلوانا ممکن نہیں تو انتہائی مشکل نظر آتا تھا۔ نواز شریف دور میں جس عدالت نے بے نظیر کو سزا دی اکثر لوگوں کے نزدیک اس کا اپنا کردار اتنا قابل رشک نہیں تھا۔ مشرف دور میں جس عدالت نے اور جس قانون کے تحت نواز شریف کو سزا دی گئی اس پر بھی شکوک و شبہات کا اظہار ہوتا رہا۔ لہٰذا ناقابل فہم قوانین اور ناقابل اعتبار عدالتی نظام کی وجہ سے عام آدمی یہ فیصلے متعصبانہ اور شفاف نہیں سمجھتا تھا جبکہ یہ دونوں لیڈر اربوں روپے کی لوٹ مار کے باوجود اپنے ہاتھ صاف ہونے کے دعوئی کر رہے تھے۔ لہٰذا حکمت' وقت اور حالات کا تقاضا تھا کہ قانونی پیچیدگیوں میں الجھے بغیر جو کچھ ان لٹیروں سے وصول کر لینا ممکن ہو وہ وصول کر کے ان سے قوم کی جان چھڑائی جاتی۔ البتہ اصولوں پر سختی سے قائم رہنے کے لئے خود اصولوں' قانون اور نظام کو درست کرنے کی ضرورت ہے اور یہی کرنے کا اصل کام ہے۔

جس ہنگامی صورتِ حال کا راقم نے بالائی سطور میں ذکر کیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ پاکستان ہی نہیں گلوبلائزیشن کی وجہ سے تمام دنیا نازک صورتِ حال سے دوچار ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ نئی صدی میں نئی دنیا وجود میں آئے گی۔ اس نئی دنیا میں اپنا مقام بنانے کے لئے ہمیں باہمی جنگ و جدل کو ختم کرنا ہو گا۔

یاد رہے نیو ورلڈ آرڈر قائم کرنے والے اب اپنے منصوبہ کی تکمیل میں زیادہ دیر برداشت نہیں کریں گے۔ اگلی صدی جو پندرہ روز بعد آیا چاہتی ہے اس کے آغاز ہی میں وہ دنیا پر اپنا اقتصادی غلبہ مضبوط اور مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ WTO وغیرہ انہی کوششوں کا حصہ ہے۔ مشرق وسطیٰ بارود کا ڈھیر بنا ہوا ہے۔ وہ عربوں کو اس میں بھسم کر دینا چاہتے ہیں۔ آزاد و خود مختار کشمیر کی صورت میں وہ جنوبی ایشیا میں اپنا گڑھ قائم کرنا چاہتے ہیں تاکہ چین کا گھیراؤ کیا جا سکے' پاکستان اور وسطی ایشیا پر نظر رکھی جا سکے' لہٰذا مستقبل قریب میں دنیا میں بہت بڑی بڑی تبدیلیاں متوقع ہیں۔ آنے والا وقت عالمی سطح پر ایک ایمرجنسی کا دور ہو گا۔ لہٰذا راقم کی رائے میں ان بڑے خطرات کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اس ڈیل کو اس کی تمام اخلاقی اور قانونی برائیوں سمیت قبول کر لینا چاہئے۔ ہمیں یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اس وقت بالفعل ہم ایک باطل نظام کے تحت نظام مملکت چلا رہے ہیں۔ موجودہ حکومت کو مندرجہ ذیل معاملات میں بہت ہوشیار اور چوکنا رہ کر ملکی مفادات کا تحفظ کرنا ہو گا۔

(۱) کشمیر کا تنازعہ ایسے مقام پر پہنچ چکا ہے کہ اس کے پرامن حل ہونے کے امکانات بہت روشن ہیں لیکن ایسے دیرینہ اور جذباتی جھگڑے بعض اوقات حل ہوتے ہوتے اچانک خطرناک صورت اختیار کر جاتے ہیں اور یہ بات تو ساری دنیا جانتی ہے کہ فریقین ایٹمی قوت ہیں لہٰذا حکومت کا ذہن بڑا واضح ہونا چاہئے اور اسے الرٹ بھی رہنا چاہئے۔

(۲) ہمارا اللہ رب العزت کی ذات پر مکمل بھروسہ ہونا چاہئے۔ وہی اللہ ہمیں اپنے گھوڑے اور جنگی قوت کو تیار رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ ہماری ایٹمی صلاحیت ہمارے دفاع کا بہترین ذریعہ ہے۔ اگر ہم نے کسی لالچ یا فریب میں آ کر اس صلاحیت کو ضائع کر دیا تو اس ہمالائی غلطی پر افسوس کرنے والا بھی کوئی نہ بچے گا۔ لہٰذا کسی قیمت پر اور کسی ضمانت پر بھی اس صلاحیت کو ختم نہ کیا جائے۔

(۳) مالی استحکام بھی ایٹمی صلاحیت سے کم اہم نہیں۔ سوویت یونین کی مثال کوئی زیادہ پرانی نہیں ہے۔ لیکن یاد رہے قرضوں سے خصوصاً سودی قرضوں سے کبھی مالی استحکام نہیں آیا کرتا۔ یہ قرضوں کا جال ہماری آزادی کو سلب کرنے کے لئے بچھایا گیا تھا۔ یہ بات ہمیں ذہنوں میں بٹھا لینا چاہئے کہ ہم اللہ اور رسول سے جنگ کرتے ہوئے تباہ ہو سکتے ہیں خوشحال نہیں ہو سکتے۔ یہ قوم خود کفالت کے لئے تو قربانیاں دینے کو تیار ہے' IMF کا خزانہ بھرنے کے لئے اپنے پیٹ نہیں کاٹ سکتی۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

نظام کی تبدیلی

ملکی اور قومی مفاد کا تقاضا

عیاں سب پہ احوال بیمار کا ہے
کہ تیل اس جو کچھ تھا اب جل چکا ہے
موافق دوا ہے نہ کوئی غذا ہے
ہذال بدن ہے زوال قویٰ ہے

قارئین محترم مسدس حالی کے ان اشعار کی روشنی میں آج پاکستان کے حالات و واقعات کا جائزہ لیا جائے تو پاکستان کے سیاسی' معاشی اور معاشرتی حالات کی بھی ویسی کیفیت ہے جو درج بالا اشعار میں بیان کی گئی ہے۔ یہ

پاکستان کو آئی ایم ایف کی جانب سے ملنے والے قرضے کے ساتھ عوام کش شرائط کی فہرست بھی ملی ہے

حالت فرعونیت' قارونیت اور ہامانیت پر مبنی نظام کی وجہ سے ہے۔ جبکہ اس حالت کو مزید خراب کرنے کے لئے گزشتہ دنوں پھر عالمی استحصالی ادارے آئی ایم ایف نے پاکستانی حکمرانوں کے کشکول میں ۶۰ کروڑ ڈالر کے قرضے کی خیرات ڈال دی ہے' جس میں سے ۱۹ کروڑ ۲۰ لاکھ روپے فوری طور پر مل جائیں گے جبکہ آئندہ مارچ میں اس کی دوسری قسط اور پھر تین ماہ بعد تیسری قسط ہمارے حکمرانوں کے حوالے کر دی جائے گی۔ موجودہ حکومت نے اس قرض کے ملنے پر بہت اطمینان اور خوشی کا اظہار کیا ہے۔

آئی ایم ایف کی جانب سے ان قرضوں کے اجراء کا مطلب یہ ہے کہ آئی ایم ایف پاکستان کی اقتصادی پالیسیوں سے پوری طرح مطمئن ہے۔ آئی ایم ایف سے قرضہ منظور ہونے کے بعد ماضی کے سابق وزرائے خزانہ بھی اسی قسم کے بیانات دیتے رہے ہیں جیسے بیانات موجودہ وزیر خزانہ شوکت عزیز نے دیئے ہیں کہ اب ہمارے برے دن گزر گئے ہیں' معاشی ترقی کا پہیہ چل چکا اور اب اس کے نتیجے میں عوامی خوشحالی کا دور آئے گا' مہنگائی اور بے روزگاری کا معاشرے سے خاتمہ اور عوام کو اطمینان سے سانس لینے کا موقع ملے گا۔ مگر پاکستان اور عوام کی حالت نہ پہلے کبھی بدلی اور نہ بدلے گی۔ بلکہ قرضوں کے ملنے سے مسلسل پاکستان کے معاشی حالت بد سے بدتر ہی ہوئے ہیں۔ مثلاً خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والوں کی شرح پہلے ۱۹ فیصد تھی جو اب بڑھ کر ۳۴ فیصد سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ بجٹ کا خسارہ شیطان کی آنت کی طرح بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ برآمدات کا گراف تیزی سے نیچے آ رہا ہے' سرمایہ کاری کا وجود پاکستانی معاشرے سے تقریباً ختم ہو چکا ہے۔

قارئین محترم! پاکستان کے بیرونی قرضوں کی کل مالیت ۳۲ ارب ۴۴ کروڑ ڈالر ہو گئی ہے مگر معاشی ترقی اور خوشحالی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا بلکہ عوام کو مہنگائی کے شکنجے میں روز بروز ایسا کسا جا رہا ہے کہ زندگی نعمت کے

مرزا ندیم بیگ

بجائے زحمت بنتی جا رہی ہے' سینکڑوں لوگ روزانہ اپنے تن سے زندگی کا بوجھ اتارنے میں مصروف ہیں مگر حکومت مسلسل چین کی بانسری بجا رہی ہے۔ گزشتہ دنوں واپڈا ہاؤس لاہور میں افطاری کے موقع پر اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے چیئرمین واپڈا نے کہا کہ بجلی کے نرخوں میں حالیہ ۴.۵ فیصد اضافہ کم ہے اور ہم یہ اضافہ ۱۹ فیصد تک لے جانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اس اضافے کے لئے نیپرا سے پھر رجوع کر رہے ہیں۔ اسی طرح ۱۲/۱ اکتوبر سے قبل چینی مارکیٹ میں ۱۶ روپے کلو فروخت ہو رہی تھی جس کی موجودہ قیمت ۳۶ روپے تک پہنچ چکی ہے۔ دوسری اشیاء خورد و نوش کی قیمتیں بھی اسی رفتار سے بڑھی ہیں۔ اس گرانی کا اصل سبب وہ قرضے ہیں جو ہم عالمی استحصالی اداروں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے وصول کر رہے ہیں۔ موجودہ قرض بھی جو منظور ہوا ہے اس کے ساتھ عوام کش شرائط کی ایک لمبی فہرست ملی ہے' جس پر پاکستان کو ہر صورت میں عمل کرنا ہے اور ان شرائط کی صورت میں ابھی پاکستانی عوام کا مہنگائی کے ذریعے مزید خون نچوڑا جائے گا۔ فیکٹریوں اور کارخانوں پر تالے ڈالے جائیں گے' سرکاری اداروں اور املاک کو کوڑیوں کے داموں ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ہاتھوں بیچا جائے گا اور اگر عمل نہ ہوا تو تمام اقساط کو روک لیا جائے گا۔

دوسری جانب یہ تماشا جاری ہے کہ بدحال معاشی کیفیت کے باوجود حکمرانوں کے اللے تللے جاری ہیں۔ اب تک کسی حکمران نے کبھی بھی اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش نہیں کیا بلکہ جب بھی قربانی کا تقاضا کیا مفلوک الحال عوام سے کیا جس نے ہمیشہ مقدور بھر قربانی دی ہے۔ ان حالات و واقعات کے پس منظر میں اگر دورِ خلافت راشدہ پر نظر دوڑائیں تو نقشہ ہی دوسرا نظر آتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ حکومت میں ایک رپورٹ پہنچی کہ آپ کے حاکموں کے مال میں اضافہ ہو رہا ہے تو آپؓ نے تحقیقات کے لئے ایک کمیشن روانہ کیا جس میں حضرت سعد اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ شامل تھے۔ یہ لوگ وہاں پہنچے اور تحقیقات کے بعد عامل کے تمام مملوکات کو نصف نصف کر کے آدھی چیزیں بحق سرکار ضبط کر لیں۔ اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ آج کے حکمرانوں کی عیاشیوں نے پاکستان کو معاشی تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے لیکن کوئی ان سے پوچھنے والا نہیں۔ اس تباہی سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ہم فوری طور پر ملکی اور قومی مفاد میں اسلام کے پائیدار' منصفانہ اور عادلانہ نظام کو اختیار کر لیں۔ اگر ملکی اور قومی "مفاد" میں مجرم کو بے قصور اور کرپٹ وزیراعظم کو بے گناہ قرار دیئے جانے کے ساتھ ساتھ لاتعداد بے ضابطگیاں کی جا سکتی ہیں تو حقیقی ملکی اور قومی مفاد کے لئے اللہ کے عطا کردہ نظام کو

مہنگائی کی وجہ سے عوام کے لئے زندگی نعمت کی بجائے زحمت بنتی جا رہی ہے

کیوں اختیار نہیں کیا جا سکتا؟ حالانکہ نظامِ خلافت کو اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ نے معاشرے سے سیاسی' معاشی ابتری دور کرنے کے پختہ وعدے کئے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں' جس طرح اس نے خلیفہ بنایا ان کو جو ان سے قبل تھے۔ اور مستحکم کر دے گا ان کے لئے ان کے دین کو جسے اس نے پسند فرمایا ہے اور وہ ضرور بدل دے گا ان کی حالت خوف کو امن سے (یہ وہ لوگ ہیں جو) میری عبادت کرتے ہیں اور کسی کو شریک نہیں بناتے۔ اور جس نے ناشکری کی اس کے بعد' تو وہی لوگ نافرمان ہیں"۔ (النور : ۵۵)

اکیسویں صدی کے چیلنج اور قرآن کا انقلابی پیغام

زبیر احمد خان

آج جبکہ دنیا اکیسویں صدی میں داخل ہو چکی ہے' عالمی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر یہ بحث بڑے شد و مد اور (Emphasis) کے ساتھ جاری ہے کہ اکیسویں صدی میں دنیائے عالم کو کس قسم کے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑے گا اور ان چیلنجز کا سامنا کرنے کیلئے کس قسم کے اقدامات درکار ہیں۔ چنانچہ سیاسی و معاشی دانشور اور اہل قلم اس سلسلے میں کاغذ قلم لے کر تحقیق و جستجو کے میدان میں نکلے ہوئے ہیں۔

اس وقت عالمی نظام ایک ایسے مؤثر نظام کی تلاش میں ہے جس کو اپنا کر دنیا اکیسویں صدی کے چیلنجوں کا مقابلہ کر سکے۔ کیونکہ یہ حقیقت اب پوری غیر مسلم دنیا میں بھی تسلیم کی جانے لگی ہے کہ سوشلزم اور کیپٹلزم

> ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا نوجوان نسل کو
> قرآن کے انقلابی پیغام سے روشناس
> کرانا باعث مسرت ہے

اسے امن و سکون دینے میں بری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ اگرچہ گزشتہ دو صدیوں کے دوران علم و تحقیق کے میدان میں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے اور سائنسی ایجادات و انکشافات نے پورے عالم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے' لیکن ان تمام ایجادات و انکشافات کے باوجود انسان کو ذہنی و قلبی سکون آج تک نہیں حاصل ہو سکا۔ آئے دن خودکشیاں ہو رہی ہیں۔ خاندانی و معاشرتی نظام تباہی کے راستے پر گامزن ہے۔ دنیا میں رہنے والے باشندوں کی ایک عظیم اکثریت شدید ذہنی بحران (Mental Crisis) کا شکار ہے۔ ایک عجیب قسم کی بے چینی اور اضطراب (Anxiety) کی کیفیت ہے۔ ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ دانشور و اسکالر حضرات اس پر غور کریں کہ آج کے انسان کو آرام و سکون کے تمام ذرائع حاصل ہونے کے باوجود ذہنی و روحانی سکون کیوں نہیں مل رہا؟ حالانکہ سائنسی ایجادات نے اس کو آرام و سکون کیلئے بہت کچھ فراہم کیا ہوا ہے۔ یہ وہ سوال ہے جو اس وقت عالمی دانشوروں و قلم کاروں کی بحث کا موضوع بنا ہوا ہے۔ اس بات سے قطع نظر کہ یہ دانشور اس سوال کا کیا جواب پیش کرتے ہیں' ضرورت اس امر کی ہے کہ اس بات پر غور کیا جائے کہ انسان کی پیدائش کے پیچھے کون سے عوامل کار فرما تھے' انسان کی پیدائش کا اصل مقصد کیا تھا؟ بعض مغربی اسکالرز کی یہ رائے ہے کہ انسان دنیا میں کھانے پینے کیلئے پیدا ہوا ہے کہ عمدہ عمدہ کھانے نوش فرمائے جائیں' ان میں کچھ یہ کہتے ہیں کہ انسان دنیا میں محض کھیل کود سے لطف اندوز ہونے کیلئے بھیجا گیا ہے۔ کچھ مغربی دانشوروں کی یہ رائے ہے کہ انہیں دنیا میں محض جنسی لذت کیلئے بھیجا گیا ہے۔ اگر کچھ دیر کیلئے ان تمام نام نہاد اسکالروں کی بات کو مان بھی لیا جائے کہ انسان محض شغل و تماشے اور جنسی لذت حاصل کرنے کیلئے دنیا میں بھیجا گیا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ سب ذرائع حاصل ہونے کے باوجود بھی انسان ذہنی اطمینان کیوں نہیں حاصل کر سکا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی جس کے حکام و طلبہ خود یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ اس یونیورسٹی میں جنسی بے راہ روی (Sexual perversion) عام ہے' انسان کو امن و سکون کیوں نہیں دے سکی؟

یہ حقائق اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ انسان کی پیدائش کا مقصد محض معاشرتی ترقی و جنسی لذت کا حصول نہیں تھا بلکہ کچھ اور تھا جسے عالم انسانیت فراموش کر چکی ہے۔ جب تک دنیا اس حقیقی مقصد کو نہیں سامنے رکھتی ہے۔ اس وقت تک امن و سکون کا حصول ناممکن ہے۔ چنانچہ دنیا کی سب سے بڑی انقلابی و دستوری کتاب یعنی قرآن مجید جس کی صداقت و انقلابی پیغام کو غیر مسلم مفکرین بھی تسلیم کرتے ہیں' کا یہ دعویٰ ہے کہ انسان کی پیدائش کا اصل مقصد اس اعلیٰ و ارفع ذات کی عبادت کرنا ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔ مغربی دانشور اور دوسرے تمام اسلام دشمن عناصر جو اپنی تمام توانائیاں اور وسائل اسلام کو ایک ناقابل عمل نظام اور انتہاپسند مذہب ثابت کرنے میں صرف کر رہے ہیں' انہیں چاہئے کہ ذرا تعصب کی عینک اتار کر اور اسلام کو تھوڑی دیر کیلئے تنہا چھوڑ کر اس بات پر غور کریں کہ اگر ایک شخص کسی ادارے میں ملازم ہے تو اس کی پوری کوشش ہوگی کہ اس ادارے کا سرپرست اس کے کام و کارکردگی سے خوش رہے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے وہ شخص ہمیشہ اس کوشش میں مصروف ہوگا کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جو اس کے نگران یا ادارے کے سرپرست کی ناراضگی کا باعث بنے۔ کیونکہ اگر وہ شخص فرائض میں غفلت برتے گا اور اپنی ڈیوٹی اچھے طریقے سے ادا نہیں کرے گا تو لازماً ایک دن ایسا آئے گا کہ اسے ملازمت سے برطرف کر دیا جائے گا۔ یہ تو ایک عام چھوٹے سے ادارے کی مثال ہے۔ ذرا اسلام دشمن عناصر یہ سوچیں کہ ایک ایسا حاکم جو اس پوری کائنات کے معاملات و امور کو اپنے قبضہ میں لئے ہوئے ہے' اگر انسان اس کے احکامات پر عمل کرنے کی بجائے اپنی مرضی کو آگے رکھیں گے تو اس کا انجام اس کے سوا اور کچھ نہ ہوگا کہ وہ سکون و اطمینان کی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے' جیسا کہ آج دنیا میں عام طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اس تمام بحث کا خلاصہ (Summary) اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں کہ انسان اپنی پیدائش کے حقیقی مقصد کو فراموش کر چکا ہے۔ جس کی وجہ سے کائنات کے حاکم مطلق نے اسے ذہنی و روحانی سکون کی دولت سے محروم کر دیا ہے اور یہ محرومی اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک انسان اپنی پیدائش کے حقیقی مقصد کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ یقیناً یہ امن و سکون کا حصول اکیسویں صدی کا ایک بڑا چیلنج ہے جس کے حصول کے بغیر دنیا ترقی نہیں کر سکتی۔ اس سکون کے حصول کیلئے ضروری ہے کہ اس عظیم انقلابی کتاب سے راہنمائی لی جائے جس کے متعلق خود خدا کا دعویٰ ہے کہ "یہ کتاب پورے عالم کی رہنمائی کا ذریعہ ہے"۔ اسی کتاب کے متعلق جارج برنارڈ شا بھی یہ کہے بغیر نہیں رہ سکا تھا کہ اس کتاب سے بڑھ کر انقلابی فکر دینے والی اور رہنمائی کرنے والی اور کوئی کتاب نہیں ہو سکتی۔ آج نہ صرف غیر مسلم دنیا بلکہ مسلم دنیا میں بھی یہ شور و غل برپا ہے کہ زمانہ بدل گیا ہے' نئے نئے چیلنجز سامنے آ رہے ہیں' ہمیں ان کا سامنا کرنے کیلئے جدید تقاضوں کے مطابق چلنا ہوگا۔ لیکن وہ یہ سوچنا گوارا نہیں کرتے کہ ان کے پاس ایک ایسا دستور و آئین ہے جو ہر دور کے مسائل کا ایک قابل عمل اور مؤثر حل پیش کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر ستم ظریفی یہ ہے کہ وہ مسلمان ممالک قرآن مجید جیسے انقلابی دستور کے ہوتے ہوئے بھی مغربی نظام میں اپنے مسائل کا حل تلاش کر رہے ہیں۔ یہ کس قدر شرم کی بات ہے کہ

مغربی اقوام خود اپنے ہی بنائے ہوئے نظام سے تنگ ہیں اور کسی نئے نظام کی تلاش میں ہیں لیکن ہم اُن کے بنائے ہوئے نظام و دستور میں اپنے مسائل کا حل تلاش کر رہے ہیں ۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

آج قرآن ہمیں چیخ چیخ کر پکار رہا ہے کہ مجھے چھوڑ کر دوسروں کے بنائے ہوئے آئین میں اپنے مسائل کا حل ڈھونڈنے والو! تمہارے تمام مسائل کا حل میرے پاس موجود ہے' مجھے بطورِ آئین نافذ کر کے تو دیکھو۔ قرآن کی آج یہ پکار ہے کہ مجھے صرف الماری میں بطور تبرک رکھنے کیلئے نہیں بھیجا گیا' مجھے محض ایصالِ ثواب کی غرض سے نہیں بھیجا گیا' مجھے محض خوبصورت غلاف میں لپیٹ کر چومنے کیلئے نہیں بھیجا گیا' بلکہ مجھے تو عملی طور پر اپنانے اور نافذ کرنے کیلئے بھیجا گیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قرآن کی وجہ سے بہت سی قوموں کو بلندی عطا فرمائیں گے اور بہت سی قوموں کو ذلیل و خوار کریں گے۔ اس حدیث کو پڑھ کر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آج عالم اسلام کی پستی اور ذلت و رسوائی کا واحد سبب قرآن سے دُوری ہے۔ آج پھر کسی علامہ اقبال جیسے مفکر و اسکالر کی ضرورت ہے جو عالم انسانیت کو قرآن کے انقلابی پیغام سے روشناس کرا سکے۔ آج پھر کسی علامہ شبیر احمد عثمانیؒ جیسے مفسر و اسکالر کی ضرورت ہے جو قرآن کی صحیح معنوں میں جدید تعبیر کر سکے۔

یقیناً یہ بات عالم اسلام کیلئے بالعموم اور اہل پاکستان کیلئے بالخصوص باعث فخر و باعث مسرت ہے کہ آج بھی ہمارے ہاں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب جیسے اسکالر موجود ہیں جو نوجوان نسل بالخصوص اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو قرآن مجید کے انقلابی پیغام سے روشناس کرانے میں مصروف ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر ہمارے تعلیم یافتہ طبقے کی ذہنی سوچ صحیح سمت میں ہو تو اس کا اثر پورے معاشرے پر پڑے گا۔ لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ اس طبقہ کے ذہنوں کو غلط و فرسودہ خیالات و نظریات سے پاک کیا جائے۔ اور اس کیلئے ناگزیر ہے کہ انہیں قرآن کی انقلابی فکر سے روشناس کروایا جائے۔ اگر آج ہمارے پڑھے لکھے طبقہ کی سوچ صحیح سمت میں متعین ہو جائے تو اس سے اصلاحِ معاشرہ کی راہ ہموار ہو جائے گی' جو رفتہ رفتہ اسلامی انقلاب کی شکل اختیار کر لے گی۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

صیام و قیام رمضان

حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام (قسط : ۳)

○ مدرس : جناب غلام اللہ خان حقانی
☆ بمقام : اوچ
☆ پروگرام : مکمل ترجمہ و تشریح
☆ اوقات : ۱۲ تا ساڑھے تین بجے دن

○ مدرس : حافظ ساوید احمد
☆ بمقام : جامع مسجد محلہ گریزی' خویشگی پایان
☆ پروگرام : مکمل ترجمہ و تشریح
☆ اوقات : بعد از فجر اور بعد نماز عصر

○ مدرس : قاری علی محمد
☆ بمقام : کاریز مسجد منڈا دریائیں
☆ پروگرام : مکمل ترجمہ و تشریح
☆ اوقات : صبح ۹ بجے تا نماز ظہر

○ بمقام : دفتر تنظیم اسلامی تیمر گرہ
☆ پروگرام : بذریعہ ویڈیو
☆ اوقات : بعد از ظہر تا نماز عصر

○ بمقام : رہائش گاہ محترم ضمیر اختر صاحب رسالپور
☆ پروگرام : بذریعہ ویڈیو
☆ اوقات : بعد از نماز تراویح

○ بمقام : دفتر تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی نوشہرہ
☆ پروگرام : خلاصہ مباحث مضامین قرآن (ویڈیو)
☆ اوقات : بعد از ظہر تا نماز عصر

حلقہ خواتین

○ مدرسہ : محترمہ بیگم ضمیر اختر صاحبہ
☆ بمقام : رہائش گاہ ضمیر اختر صاحب رسالپور
☆ پروگرام : مکمل ترجمہ و تشریح
☆ اوقات : دس بجے تا ۱۲ بجے دن

○ مدرسہ : بنت بختیار
☆ بمقام : مکان نمبر ۵ عثمان فلیٹس جی ٹی روڈ حکیم آباد نوشہرہ
☆ پروگرام : مکمل ترجمہ و تشریح
☆ اوقات : صبح دس بجے تا ۱۲ بجے دن

خبرنامہ اسلامی امارت افغانستان / ضربِ مومن' ۸ تا ۱۴ دسمبر ۲۰۰۰ء

افغان جہاد میں قربانیاں دینے والے افغانوں نے دنیا پر احسان کیا ہے

معذور افراد کے عالمی دن کے موقع پر کابل میں ایک سادہ تقریب میں وزارت صحت عامہ کے نائب وزیر شیر محمد عباسی نے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان معذور افراد نے افغان جہاد میں اپنے قیمتی اعضاء کی قربانی دے کر دنیا پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ انہی معذور افراد کی قربانیوں کی برکت سے سوویت یونین جیسی خونخوار اور ظالم سپر پاور کے ٹکڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں امن کے نام نہاد ٹھیکیداروں نے اب ان لوگوں کی قربانیوں کو بھلا دیا ہے اور آئے دن ان کے خلاف نت نئی سازشیں تیار کرتے رہتے ہیں۔ وہ دن دور نہیں جب افغانستان شہداء و معذورین کی قربانیوں کی بدولت عالم اقوام میں ممتاز حیثیت لے کر ابھرے گا۔

تخار : رہائشی اور صنعتی علاقوں میں بڑی مقدار میں بارودی سرنگوں کی موجودگی

امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی طوفانی یلغار کو روکنے کے لئے باغیوں نے صوبہ تخار میں دو لاکھ سے زیادہ بارودی سرنگیں بچھا دیں۔ اگرچہ سرکاری دفاتر' فوجی اڈوں اور عام استفادے کی عمارتوں کی اطراف سے ہزاروں بارودی سرنگیں صاف کی جا چکی ہیں۔ تاہم بیشتر زرعی' صنعتی اور فوجی علاقے اب بھی بدستور بارودی سرنگوں کی دلدل میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ سروے میں ارتہ بز اور بہارک کے علاقے سب سے زیادہ متاثرہ قرار دیئے گئے ہیں جبکہ بنگی' قبر قاضی اور طالقان شہر کے اطراف سے ہزاروں بارودی سرنگوں کو صاف کیا جا چکا ہے۔

شمالی اتحاد کے سرکردہ کمانڈر انور نے ۵۵ افراد سمیت ہتھیار ڈال دیئے

شمالی اتحاد کے ایک سرکردہ کمانڈر انور نے اپنے پچپن ساتھیوں سمیت طالبان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ کمانڈر نے اپنے متعدد ذیلی کمانڈروں کے ساتھ باہمی مشورے کے بعد امارت اسلامیہ کے کمانڈر ملا عبدالباقی سے رابطہ کر کے کہا کہ انہیں یقین ہو گیا ہے کہ امارت اسلامیہ کی مخالفت شرعاً ناجائز اور اس کے خلاف لڑنا بیکار ہے۔ مسعود نے روس' بھارت اور اسرائیل سے گٹھ جوڑ کر کے افغانستان کی سالمیت کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ انہوں نے عہد کیا کہ وہ مرتے دم تک امارت اسلامیہ کی بقاء اور استحکام کی جنگ لڑیں گے

مرد و زن کے حقوق و فرائض قرآن و حدیث کی روشنی میں

• تمام مسلمان مرد اور خواتین پر لازم ہے کہ قرآن کی تعلیم حاصل کریں

اخذ و ترجمہ: حافظ محمد ندیم الحسن

مسلمان میاں بیوی کے درمیان بالعموم اور پورے خاندانی نظام میں بالخصوص امن اور محبت و یگانگت کو فروغ دینے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ تمام مسلمان مرد و زن اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت و پیروی کریں۔ اس سلسلے میں قرآن پاک میں کئی مقامات پر واضح احکامات دیئے گئے ہیں، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے :

"اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسولؐ کا اور بچتے رہو۔ اگر تم پھر جاؤ گے تو جان لو کہ ہمارے رسولؐ کا ذمہ صرف کھول کھول کر واضح طور پر پہنچا دینا ہے"۔ (المائدہ : ۹۲)

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ :

"جس نے رسولؐ کا حکم مانا۔ اس نے (گویا) اللہ کا حکم مانا۔ اور جو الٹا پھرا تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ (النساء : ۸۰)۔

ان تمام آیات کا حاصل یہ ہوا کہ تمام مسلمانوں (مرد و خواتین) کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کریں۔ تاکہ ایک طرف وہ اللہ اور رسولؐ کے فرمانبردار بن سکیں اور دوسری طرف ان تعلیمات کی روشنی میں اپنے آپ کو اس قابل بنا سکیں کہ اللہ کے ساتھ ان کا قریبی تعلق قائم ہو جائے اور وہ اس کی خصوصی نعمتوں کو حاصل کر سکیں۔ قرآن کا علم حاصل کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس کے علم ہی سے کوئی شخص یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ سیدھی راہ پر چلنے لوگ کون ہیں اور پھر وہ ان لوگوں کی صحبت اختیار کر سکتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے :

"اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسولؐ کا، سو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا (یعنی) وہ نبی اور صدیق، شہید اور صالح لوگوں کے ساتھ ہو گا۔ اور نہایت اچھی ہے ان کی رفاقت۔ یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کافی ہے جاننے والا"۔ (النساء : ۷۰-۶۹)

جن خاندانوں میں گھروں کے اندر امن و سکون کی کمی ہے انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی زندگیوں پر نظر ڈالیں کہ آیا ان کا رہن سہن قرآن و سنت کے مطابق ہے یا نہیں۔ کیا وہ کسی ایسی نافرمانی میں ملوث تو نہیں جن کی بنا پر اللہ کی نعمتیں ان سے دور ہیں۔ کیونکہ جب اللہ کی رحمتوں کا نزول نہ ہو رہا ہو تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ برائی کے اثرات کافی گہرے ہیں۔ ایسے گھرانوں کو چاہیئے کہ نیکو کاروں کی صحبت اختیار کریں اور اپنی زندگیوں کا رخ اسلام کی طرف موڑیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے :

"سو تو سیدھا رکھ کر اپنا منہ (رخ) دین پر ایک طرف کا ہو کر، وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو۔ بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو۔ یہی دین ہے سیدھا۔ لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ (الروم : ۳۰)

ایک اور جگہ سورۃ یونس میں ارشاد فرمایا :

"اور یہ کہ سیدھا کر اپنا منہ دین پر حنیف (یکسو) ہو کر اور مت ہو شرک کرنے والوں میں"۔ (آیت : ۱۰۵)

توجہ طلب بات یہ ہے کہ ہم اس وقت تک نیکو کاروں کی صحبت اختیار نہیں کر سکتے اور اپنی زندگیوں کا رخ صحیح دین یعنی اسلام کی طرف نہیں پھیر سکتے جب تک ہم قرآن اور سنت کا علم حاصل نہیں کرتے۔ شوہر اور بیوی دونوں کے لئے بھی یہ نہایت ضروری ہے اور خاندان کے باقی افراد کے لئے بھی۔ کیونکہ اگر کوئی شوہر اور بیوی قرآن پاک اور سنت رسولؐ کو پڑھ اور سمجھ کر اور اس سے حاصل کردہ علم کو اپنے گھر میں لاگو کرنا چاہیں اور ان کی نیت یہ ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمانبردار بنیں گے تو واقعتاً ان کے گھر امن کا گہوارہ بن جائیں گے۔

اس مقصد کے لئے انہیں مندرجہ ذیل چند اصول اپنانا ہوں گے جو ہمیں قرآن اور حدیث سے حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) شوہروں کو اپنی بیویوں کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ کرنا چاہیئے۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے۔ "اے ایمان والو! حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لے لو عورتوں کو۔ زبردستی اور نہ روکے رکھو ان کو اس واسطے کہ لے لو ان سے کچھ اپنا دیا ہو، مگر کہ کریں وہ صریح بے حیائی۔ اور گزران کرو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح۔ پھر اگر وہ تم کو نہ بھاویں تو (یاد رکھو) شاید تم کو ایک چیز پسند نہ آئے اور اللہ نے رکھی ہو اس میں بہت خوبی"۔ (النساء : ۱۹)

(۲) شوہر گھر کا سربراہ ہے اور بیوی کو اس کا فرمانبردار رہنا چاہیئے۔ بیوی کو چاہیئے کہ اللہ کی نافرمانی کے حکم کے علاوہ اپنے شوہر کی پوری طرح فرمانبرداری کرے۔ یعنی اگر شوہر اللہ کی نافرمانی کا حکم دے تو بیوی کو چاہیئے کہ اس کا یہ حکم نہ مانے۔ لیکن اس کے علاوہ باقی تمام معاملات میں وہ شوہر کی تابع فرمان ہو۔ ارشاد ربانی ہے "مرد حاکم ہیں عورتوں پر۔ اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر۔ اور اس واسطے کہ خرچ کئے انہوں نے اپنے مال پھر جو عورتیں نیک ہیں۔ سو تابعدار ہیں۔ نگہبانی کرتی ہیں پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت سے۔ اور جن کی بدخوئی کا ڈر ہو تو تم ان کو سمجھاؤ اور پھر جدا کر دو ان کو سونے میں۔ اور پھر بھی وہ نہ مانیں تو مارو۔ پھر اگر وہ تمہارا کہا مانیں تو مت تلاش کرو ان پر الزام کی راہ۔ بے شک اللہ سب سے بڑا ہے۔ (النساء : ۳۴)

(۳) اگر میاں بیوی میں شدید قسم کے اختلافات ہو جائیں کہ ان کا نباہ مشکل نظر آنے لگے تو انہیں چاہیئے کہ وہ جلدی میں کوئی فیصلہ نہ کریں بلکہ قرآن کی مندرجہ ذیل آیت کے مطابق عمل کریں۔ ارشاد ہوتا ہے "اور اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضد رکھتے ہیں تو کھڑا کرو ایک منصف مرد والوں میں سے۔ اور ایک منصف عورت والوں میں سے۔ اگر یہ دونوں چاہیں گے کہ صلح کرا دیں تو اللہ ان دونوں میں موافقت پیدا کر دے گا۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے" (النساء : ۳۵)

(۴) مندرجہ ذیل حدیث میں مردوں کو حکم دیا گیا ہے

> **خواتین شوہروں کی تابع فرمان بنیں اور شوہر بیویوں سے الفت اور صلہ رحمی کا معاملہ کریں**

کہ وہ اپنی بیویوں سے درشتی اور سختی سے پیش نہ آئیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عورت ایک پسلی کی مانند ہے۔ اگر تم اسے سیدھا رکھنے کی کوشش کرو گے تو یہ ٹوٹ جائے گی لہٰذا اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہو تو اس کے ٹیڑھے پن سے ہی فائدہ اٹھاؤ۔ (صحیح بخاری)

(۵) اسی طرح مندرجہ ذیل حدیث میں بیویوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ ان کا رویہ اور برتاؤ اپنے شوہروں کے

(باقی صفحہ ۹ پر)

''محمد بن قاسم محسن سندھ والہند''

یوم باب الاسلام کے حوالے سے خصوصی تحریر

پروفیسر اصغر مجاہد مہر

باب الاسلام سندھ برعظیم پاک و ہند کا وہ خوش قسمت خطہ ہے جہاں دین حق کی شمع سب سے پہلی روشن ہوئی' غازی محمد بن قاسم نے دس رمضان المبارک ۹۳ھ کو سندھ کی دھرتی پر توحید و تقویٰ کا پرچم لازوال لہرایا۔ تین سال کے مختصر عرصہ میں دیبل' نیرون کوٹ' سیوستان' اروڑ اور ملتان تک کا وسیع علاقہ فتح ہو گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا پاک و عادلانہ نظام نافذ ہوا۔ باطل' بت پرستوں اور شیطان کے شیدائیوں کو زبردست شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ سندھ کے لوگ راجا داہر کی دہشت گردی' ظلم و ستم اور برہمنزم کی بربریت و بہیمیت کے ستائے ہوئے تھے۔ ان حالات میں یہاں کے لوگ نئے دین' نئے نظام' نئے نظریہ' نئے انقلابی فکر و فلسفہ سے متعارف و متاثر ہوئے۔ غازی محمد بن قاسم نے اسلام کے اعلیٰ و ارفع اصولوں کے مطابق سندھ کے لوگوں کو مکمل آزادی دینے کا اعلان کیا' بلا کسی جبر' قہر اور زور زبردستی کے انہیں اسلام کی دعوت دی اور اپنے حسن کردار'

> سندھ کی کئی قوموں اور قبیلوں نے
> محمد بن قاسم کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا

ایمانداری' دیانتداری' اپنے حسن اخلاق' محبت و مروت سے پیش آ کر انہیں اسلام کے قریب آنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ جو لوگ پہلے راجہ داہر کے ظلم و ستم کے ستائے ہوئے تھے انہوں نے غازی محمد بن قاسم کا بے مثال مساوات محمدیؐ کا مظاہرہ عملی طور پر اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا تو لشکروں کے لشکر' سندھ کی کئی قومیں اور قبیلے غازی محمد بن قاسم کے ہاتھوں مسلمان ہو کر ان کے ساتھی اور سپاہی بن گئے۔

سندھ کے لوگ جو پہلے غیر اللہ کے غلام' بتوں کے پجاری اور ان کو معبود ماننے والے تھے اب وہ صرف ایک رب العالمین اور احکم الحاکمین کی ہدایت اور حکموں پر چلنے والے بن گئے اور اسی کی ریاضت و عبادت میں مصروف ہو گئے۔ دین اسلام نے ان کے اوپر سے کفر کی سیاہی کا دھبہ اتار دیا' شرک کی منحوس گھٹائیں ان کے سروں سے ہٹ گئیں اور وہ اسلام کی بیش بہا برکتوں اور بہاروں سے لطف اندوز ہوئے۔ غازی محمد بن قاسم نے ان کی سرزمین پر غاصبانہ قبضہ کیا نہ ہی ان کے گھروں' نسلوں اور فصلوں کو کوئی نقصان پہنچایا' املاک پر قبضہ کیا نہ ہی کسی قسم کی گزند پہنچائی ہے بلکہ انہوں نے بڑے عزت و احترام کے ساتھ ان کے پورے حقوق کی حفاظت کی۔ محمد بن قاسم نے اس ذاتی و اخلاقی رویہ کی بدولت یہاں مقامی لوگوں میں تھوڑے عرصہ میں بڑی مقبولیت و محبوبیت حاصل کر لی تھی۔ یہاں کے لوگوں نے ان کی طرف سے جب اتنے احسانات و انعامات کا مظاہرہ دیکھا تو وہ انہیں اپنا دوست اور مددگار متصور کرنے اور ان کے اچھے اخلاق اور اچھے سلوک اور بہتر انداز گفتگو کی وجہ سے ان سے دل و جان سے پیار و محبت کرنے لگے۔ انہوں نے ان کے ساتھ روحانی رشتہ قائم کر لیا یہاں تک کہ کئی صدیاں اور نسلیں گزرنے کے بعد آج بھی سندھ کے مسلمانوں میں ان کی سچی محبت و عقیدت پائی جاتی ہے۔ غازی محمد بن قاسم اسلام کے سچے اور کھرے سپاہی' بہادر مسلمان اور سپہ سالار تھے جو یہاں حاکم بن کر نہیں خادم بن کر آئے تھے۔ جب محمد بن قاسم کو معزول کیا گیا تو اس مسلمان مجاہد نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی صبر والی سنت اور سیرت سامنے رکھ کر فیصلہ کیا کہ میں اپنے خلیفہ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے منحرف اور باغی نہیں بن سکتا' شہادت میرے لئے عار نہیں اور نہ ہی میں کوئی مجرم ہوں کہ اپنی جان بچانے کی خاطر کئی انسانوں اور مسلمانوں کا خون بہاؤں۔ ان کا یہ طرز عمل آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

تاریخ اسلام میں غازی محمد بن قاسم کا بڑا کردار اور نام ہے۔ انہوں نے چھوٹی عمر میں بہت بڑے بڑے نمایاں

> محمد بن قاسم کے لئے آج بھی سندھ
> میں سچی محبت اور عقیدت پائی جاتی ہے

کارنامے سرانجام دیئے۔ انہوں نے سندھ کو فتح کر کے برصغیر میں اسلام پھیلانے کی بنیادیں رکھ دیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کے مطابق جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تربیت یافتہ مجاہدین کی برکات کا ثمر ہے کہ آج آدھا برصغیر مسلمانوں کے قبضہ و کنٹرول میں ہے۔ پاکستان جیسی اسلامی ریاست کا وجود جو ایک عظیم تاریخی مثال ہے انہی کے مبارک قدموں کا صدقہ ہے' یہ دوسری بات ہے کہ ہم نے آج اپنے پست کردار و عمل سے اس اسلامی ریاست کو کمزور کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے۔ یہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے پھر بھی اس ریاست کو اپنے دین حق کے تحفظ کے لئے قائم رکھا ہوا ہے۔ بہرحال اب ہمیں غفلت کے پردوں کو چاک کر کے جان لینا چاہئے کہ پاکستان کی تعمیر و ترقی ہم سب پر فرض ہے۔ یہ حضرت غازی محمد بن قاسم کا ہم پر قرض ہے کہ اس اسلامی ریاست کی بقاء و تحفظ کے لئے ہر وقت تیار اور چوکس و چوکنا رہیں تاکہ ہمارا ازلی دشمن ہماری کمزوریوں اور کوتاہیوں سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔

بقیہ : گوشۂ خواتین

ساتھ کیسا ہونا چاہئے یعنی اگر وہ اپنے شوہروں کی شکر گزار نہ بنیں تو ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(۶) گھر کو گہوارہ امن بنانے کی ہدایات کے حوالے سے ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے۔ یہ حدیث عورتوں کے اپنے شوہروں پر حقوق کی نشاندہی کرتی ہے۔ عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے عبداللہ ایسا نہیں ہے کہ تم دن میں روزہ رکھتے ہو اور رات میں ساری رات عبادت کرتے ہو۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ جی ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی ہے۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا ایسا نہ کرو کبھی روزہ (نفلی) رکھ لیا کرو۔ اور کبھی نہ رکھا کرو۔ راتوں کو عبادت ضرور کیا کرو لیکن سویا بھی کرو کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر کچھ حق ہے' تمہاری آنکھوں کا تم پر کچھ حق ہے اور تمہاری بیویوں کا بھی تم پر حق ہے" (صحیح بخاری)

مختصراً یہ کہ خواتین اپنے شوہروں کی تابع فرمان اور ان کے گھروں کی نگہبان بنیں اور شوہر اپنی بیویوں سے الفت اور صلہ رحمی کا معاملہ کریں تو خاندان کا نظام امن و محبت کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ اور صرف اسی صورت سے خاندانی نظام پر مغرب کے حملوں اور اس نظام میں انتشار کی کوششوں سے بچایا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اپنے حقوق و فرائض پوری طرح ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا دورۂ سرحد

اکتوبر کا مہینہ اہلیان پشاور کے لئے اس لحاظ سے بہت مبارک ثابت ہوا کہ ایک ہفتہ کے فصل سے دو مرتبہ امیر تنظیم اسلامی' پشاور تشریف لائے۔ اس سلسلے کا پہلا پروگرام ۱۸/ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کا جلسہ تھا جبکہ دوسرا پروگرام پشاور کی قدیم درس گاہ جامعہ اشرفیہ کے مہتمم اور تاریخی جامع مسجد مہابت خان کے خطیب مولانا محمد یوسف قریشی کی جانب سے عظمت قرآن کانفرنس میں شرکت تھی۔ امیر محترم بذریعہ سڑک ڈاکٹر عبدالخالق اور بھارت سے آئے ہوئے رفیق تنظیم محمد قاسم صاحب کی ہمراہی میں ۲۵ اکتوبر بدھ کی صبح پشاور پہنچے۔ آپ کا قیام (NIPA) کے گیسٹ ہاؤس میں تھا۔ صبح کے اوقات میں مختلف حضرات سے ملاقاتیں ہوئیں جن میں "روزنامہ جہاد" کے ایڈیٹر جناب شریف فاروق بھی شامل تھے۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر امیر محترم سے تبادلہ خیالات کیا۔ اس کے بعد رکن جماعت اسلامی ڈاکٹر محمد زاہد سے ملاقات ہوئی جن سے مختلف issues خصوصاً افغانستان میں امارتِ اسلامی کے قیام اور ان کی بیعت کے حوالہ سے تبادلۂ خیالات ہوا۔ بعد ازاں جامعہ عربیہ بڈھ بیر پشاور کے مہتمم و امیر جمعیت اشاعت التوحید والسنہ علیٰ منہاج السلف الصالحین جناب مولانا عبدالسلام رستمی نے امیر محترم سے ملاقات کی اور مختلف دینی و قرآنی موضوعات پر تبادلہ خیالات فرمایا۔ قبل از نماز مغرب امیر تنظیم اسلامی عظمت قرآن کانفرنس میں شرکت کے لئے جامعہ اشرفیہ عید گاہ روڈ تشریف لائے۔ آپ کا خطاب کانفرنس کی آخری نشست تھی۔ اس سے پہلے مولانا حسن الابرار صاحب اور مولانا محمد طیب طاہری صاحب خطاب فرما چکے تھے۔

بعد نماز مغرب مولانا محمد یوسف قریشی صاحب نے خیر مقدمی کلمات کے ساتھ امیر محترم کو خوش آمدید کہا اور امیر محترم کی ان کوششوں کو سراہا جو وہ قرآن' اس کی نشر و اشاعت' اسلامی انقلاب اور اتحادِ امت کے لئے کر رہے ہیں۔ امیر محترم نے سورۂ یونس' سورۃ الرحمٰن' سورۃ الواقعہ اور سورۂ عبس کی آیات کی روشنی میں قرآن کی عظمت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مکی زندگی میں قرآن ہاتھ میں لے کر جہاد کیا اور قرآنی تربیت یافتہ ساتھیوں کو ساتھ لے کر مدنی زندگی میں تلوار ہاتھ میں لے کر جہاد کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج ضرورت ہے کہ ہم قرآن ہاتھ میں لیں یعنی اس پر عمل کریں' منظم قوت بنیں اور پھر مضبوط کوڑا بن کر باطل کے ساتھ ٹکرا جائیں۔ آج کے دور میں انقلاب بلٹ یا بیلٹ کے ذریعے نہیں بلکہ پُر امن منظم' غیر مسلح بغاوت کے ذریعے آسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن دلوں کے امراض کا علاج ہے۔ ہم ہر چیز پڑھتے ہیں لیکن قرآن کی طرف توجہ نہیں کرتے اور یہی چیز آج ہماری ذلت کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ انہوں نے تعلیم یافتہ طبقے سے اپیل کی کہ وہ قرآن کو پڑھنے کے لئے اپنی باقی زندگیاں لگائیں اور موت سے پہلے اپنا بچاؤ کریں۔ پونے دو گھنٹے کے اس خطاب کو لوگوں نے نہایت دلجمعی سے سنا اور سامعین کی طرف سے اس تاثر کا اظہار سننے میں آیا کہ یہ خطاب واقعتاً دلوں کے زنگ دور کرنے میں معاون ثابت ہوا ہے۔

حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام شب بسری

سلسلہ وار شب بسری پروگرام ۲۸ اکتوبر کو بیک وقت دو مساجد حاجی مبارک شاہ اور جامع مسجد اکبر پورہ منعقد ہوا۔ میزبان رفیق تنظیم مظفر شاہ صاحب تھے۔ نماز عصر کے بعد مسجد حاجی مبارک شاہ میں حافظ شاہ فیصل نے عبادتِ رب پر خطاب کیا۔ بعد نماز مغرب اسی مسجد میں مطالباتِ دین پر قاضی فضل حکیم' جامع مسجد اکبر پورہ میں حضرت گل استاد نے اقامت دین پر بیانات کئے۔ نماز عشاء کے بعد جامع مسجد اکبر پورہ میں قاضی فضل حکیم نے حب رسولؐ اور اس کے تقاضے' جبکہ مبارک شاہ مسجد میں حافظ ساوید احمد نے منہج انقلاب نبویؐ لوگوں کے سامنے واضح کیا۔ آخری نشست بعد نماز فجر مبارک شاہ مسجد میں نصراللہ نے ترکیب ایمان پر گفتگو کی۔ (رپورٹ : شیر قادر)

کوئٹہ میں ہونے والی ملتزم تربیت گاہ

کوئٹہ میں ملتزم تربیت گاہ ۱۱۵ اکتوبر ۲۰۰۰ء بعد از نماز مغرب نائب امیر تنظیم اسلامی جناب عاکف سعید صاحب کے دروس منتخب نصاب نمبر ۲ سے شروع ہوئی۔ ناظم تربیت جناب رحمت اللہ بٹر صاحب تہجد سے فارغ ہونے کے بعد ایک دائرے میں بیٹھ کر سب کو دعائیں' خطبہ نکاح' خطبہ جمعہ' نماز جنازہ زبانی یاد کرواتے' ان کا روزانہ کا بعد از نماز فجر درس قرآن دینے کا معمول ہوتا۔ ان تمام معمولات کے بعد آرام اور ناشتے کا وقفہ ہوتا۔

تازہ دم ہونے کے بعد پھر تربیتی نصاب میں سے کسی ایک موضوع پر تیاری کروائی جاتی اور پھر دوسرے دن اسی موضوع پر نوٹس تیار کر کے کھڑے ہو کر بولنے کی مشق کروائی جاتی۔ موضوعات عبادت رب' شہادت علی الناس اور طریق انقلاب نبویؐ ہے۔ الغزنوی جامع مسجد اہل حدیث میں جناب رحمت اللہ بٹر صاحب نے خطاب جمعہ دیا' جس کا موضوع عبادت رب تھا۔ اس تربیت گاہ سے جو تاثرات میرے قلب پر وارد ہوئے ہیں وہ تحریر کر رہا ہوں کہ ناظم تربیت جناب رحمت اللہ بٹر صاحب جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ دل کے اندر سرایت کر جاتا ہے اور اس کی وجہ ان کی سادہ اور سلیس اردو تھی۔ اور پھر اس میں پنجابی لہجے کی آمیزش اسے مزید دلنشیں بنا دیتی ہے۔ (رپورٹ : سلمان قیوم)

باجوڑ کے اسرون کا ایک روزہ پروگرام

۲۹ اکتوبر کو دی "اقراء چلڈرن اکیڈمی" عنایت کلی باجوڑ میں تنظیم اسلامی کا ایک روزہ پروگرام ہوا۔ اس پروگرام میں شرکت کے لئے بہت سے لوگوں کو دعوت دی گئی تھی جن میں خاص کر تنظیم نفاذ شریعت محمدی کے امیر شیر بہادر شامل تھے۔

پروگرام کا آغاز فیض الرحمٰن صاحب کے درس قرآن سے ہوا۔ انہوں نے اپنے ایمان افروز درس میں موجودہ نظام کی خامیوں اور نظام خلافت کی برکات کو بہت عمدہ طریقے سے واضح کیا۔ (رپورٹ : حضرت نبی محسن)

بقیہ : تجزیہ

④ فوجی حکومت کا زیادہ عرصہ تک قیام ہمارے لئے مفید نہیں یہ دنیا کے رواج کے بھی خلاف ہے۔ فوجی حکمران جلد از جلد اپنی بیرکوں میں واپس چلے جائیں۔ اسی میں ملک کا مفاد ہے اور یہی واحد باعزت راستہ ہے۔

⑤ آخری اور اہم ترین بات یہ ہے کہ ہم نے ہر در پر دستک دے لی ہے ذلت اور خواری کے سوا ہمارے ہاتھ کچھ نہیں لگا۔ آخر کب تک ہم دربدر ہوتے رہیں گے۔ ہمیں یہ بات کیوں سمجھ میں نہیں آتی کہ ہماری حقیقی اور ابدی فلاح نظام مصطفےٰ کو اپنائے بغیر ممکن نہیں؟ کیا جب ہم اسلام کو مکمل نظام حیات کہہ رہے ہوتے ہیں تو جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں؟ کیا جب ہم یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ قرآن حکیم اور اسوہ رسولؐ میں ہمارے تمام مسائل کا حل موجود ہے تو منافقت کر رہے ہوتے ہیں؟ یاد رکھیے اللہ لعنت بھیجتا ہے جھوٹ بولنے والوں پر اور جہنم کے بد ترین مقام کی طرف دھکیلنے والا ہے منافقوں کو۔ اے اللہ تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

ہمارے ملک میں تین ایسی سیاسی جماعتیں ہیں جن کی پشت پر کاسٹ ہونے والے ووٹ کا اسی فیصد سے زائد ہوتا ہے۔ نواز شریف' بے نظیر بھٹو اور الطاف حسین ان جماعتوں کے قائد ہیں اور تینوں جلاوطن یا ملک سے فرار ہیں۔ فوجی حکومت ان تینوں مقبول لیڈروں سے خوشگوار تعلقات نہیں رکھتی تھی' ان کے ملک سے چلے جانے کے بعد حکومت اب اپوزیشن کے دباؤ سے نکل آئی ہے۔ لہٰذا اگر اب بھی جرأت اور دلیری سے ملکی مفادات کے خلاف بیرونی دباؤ کا مقابلہ نہ کیا گیا تو ملک کی بڑی بدقسمتی ہوگی۔ بلکہ صحیح تر الفاظ میں یہ بدنیتی کا معاملہ ہوگا۔ اے اللہ ہماری نیتوں کو درست اور پاک کردے۔ آمین ثم آمین

حلقہ زیریں سندھ کی سرگرمیاں

امیر محترم نے راقم کو ستمبر ۲۰۰۰ء میں ناظم حلقہ کی ذمہ داری تفویض فرمائی۔ جس کے بعد امیر حلقہ کی رہنمائی و مشورہ سے راقم نے کراچی کی تمام تنظیم اور نقباء سے خصوصی ملاقاتیں کیں اور اسرہ جات کی صورتِ حال کا جائزہ لیا۔ راقم نے امراء و نقباء پر زور دیا کہ وہ اپنے اجتماعات کو نظام العمل کے مطابق منعقد کرنے کی کوشش کریں۔ جہاں جہاں ممکن ہو وہاں اسرہ جاتی اجتماعات ہر ہفتہ منعقد کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ تذکیر بالقرآن' حفظ قرآن اور تصحیح تجوید کے عمل باقاعدگی سے ہو سکیں۔ اسرہ کے اجتماعات کے لئے مطالعۂ حدیث کے حوالے سے ایک بڑی عمدہ کتاب مرکز نے فراہم کر دی ہے۔ تذکیر بالقرآن کے لئے قرآن حکیم کی آخری منزل کی سورتوں پر مشتمل درس قرآن کی جلد اسرہ جات کو ایک صاحب خیر فراہم کرنے پر تیار ہیں۔ اس حوالے سے اب اسرہ جات اپنے اجتماعات باقاعدگی سے منعقد کرسکتے ہیں۔

دعوتی اعتبار سے راقم نے امراء و نقباء کو ترغیب دی کہ ہر اسرے میں ہر ماہ ایک دعوتی اجتماع منعقد کیا جائے جو کسی ایک رفیق کے ہاں ہو۔ رفیق اپنے رشتہ داروں اور احباب کو خاص طور پر مدعو کرے تاکہ ﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ کے حکم قرآنی پر عمل ہو سکے۔

کراچی میں دورۂ ہائے ترجمۂ قرآن کے پروگراموں کو ایک مربوط انداز میں منعقد کرنے کے لئے تمام افراد سے مشاورت کی اور طے کیا گیا کہ :

۱) تمام پروگراموں کا ہینڈبل ایک ہی طرز پر بنایا جائے۔
۲) مالی معاملات کو بحسن خوبی انجام دینے کے لئے امیر حلقہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی جائے۔
۳) حفاظ اور سامع حضرات کے لئے ایسی کوشش کی جائے کہ یہ خدمات انجام دینے والے خالص رضائے الٰہی کے تحت اپنی خدمات انجام دیں۔

چنانچہ اس طرح کے حفاظ کو اخباری اشتہار کے ذریعہ دعوت دی گئی اور ایک دینی ادارے نے اس سلسلہ میں بھر پور تعاون کا یقین دلایا جہاں سے مطلوبہ تعداد میں حفاظ فراہم ہو جائیں گے۔

تمام پروگراموں کے لئے ایک ہی اسلوب کے خطوط مرتب اور شائع کرائے گئے۔ (رپورٹ : انجینئر نوید احمد)

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کراچی کے زیر اہتمام ایک سالہ تفہیم دین کورس

کراچی میں ۷ جون ۱۹۹۹ء کو پہلی مرتبہ تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کے تحت ایک سالہ تفہیم دین کورس منعقد کیا گیا۔ نائب ناظمہ محترمہ ناہید بنت الیقین نے خصوصی کوششوں سے اس کورس کیلئے وسط شہر سوسائٹی کے علاقہ خواتین کلب میں جگہ حاصل کی۔ اس کی تشہیر کیلئے کراچی کے مختلف علاقوں میں ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے۔ اس کے نتیجہ میں ۸۰ خواتین نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ ان میں سے ۲۴ خواتین نے کورس کو کامیابی کے ساتھ مکمل کیا۔

کورس میں منتخب نصاب' عربی گرامر' تجوید' لٹریچر تنظیم اسلامی' سیرت النبی (الرحیق المختوم) کو شامل کیا گیا تھا۔ کورس کے شرکاء نے عربی گرامر میں سب سے زیادہ دلچسپی لی۔ اس کا رزلٹ بھی بہت اچھا رہا۔ اس کا کریڈٹ عربی گرامر کی معلمہ محترمہ سیما راحت کو جاتا ہے۔ تجوید کے بنیادی قواعد سمجھا کر مشق کے لئے محترمہ حاجرہ صاحبہ اور عائشہ صاحبہ نے خصوصی محنت کی۔ محترمہ ثروت اعوان صاحبہ نے منتخب نصاب بڑی توجہ کے ساتھ خوبصورت پیرائے میں ذہن نشین کرایا۔ لٹریچر جیسے مشکل مضمون کو محترمہ شگفتہ صاحبہ نے اپنے انداز بیان سے شرکاء کے لئے آسان کر دیا۔ سیرت النبی کی معلمہ ناہید صاحبہ نے اپنے طریقۂ تدریس سے شرکاء میں تحریکی جذبہ کو ابھارا۔

اس کورس کی تقریب تقسیم اسناد ۱۸ اگست کو خواتین کلب میں منعقد ہوئی۔ تلاوت کی سعادت محترمہ زیرک صاحبہ نے حاصل کی۔ ہما نجم نے شجر طیبہ اور شجر خبیثہ کے فرق کو سورۃ ابراہیم کی آیتوں کی روشنی میں واضح کیا۔ اس تقریب کی مہمان خصوصی ڈاکٹر سعیدہ اشرف صدر خواتین کلب نے کورس کے کامیاب شرکاء میں اسناد تقسیم کیں۔

تقریب سے اختتامی خطاب کرتے ہوئے اس پروگرام کی انچارج ناہید بنت الیقین صاحبہ نے کہا کہ یہ صرف پہلی سیڑھی ہے۔ آپ کو اس کورس کے ذریعے دین کا صحیح رخ یا Concept دیا گیا ہے تاکہ ایک مومن اپنے اصل ہدف کی طرف بڑھنا شروع کر دے یعنی "اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم کرنے کی جدوجہد" اس کام کے لئے یقیناً پہلے سے جمے نظام کی جڑیں اکھاڑنا ہوں گی پھر بیج ڈالنا ہو گا۔ اس کے لئے ایک Pressure Group بنا کر کام کرنا پڑے گا۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۳۰' ۳۱ پر غور و فکر کرتے ہوئے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ پہلے اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کی خلافت دینے کا اعلان فرمایا اور یہی انسان کی تخلیق کا اصل مقصد بھی تھا۔ پھر اس کے بعد اس کو علم الاشیاء بھی دے دیا۔ تاکہ وہ اس سے نیابت کا حق صحیح طور پر ادا کر سکے۔ مگر آج علم چاہے دین کا ہو یا دنیا کا صرف وہ علم برائے علم رہ گیا اور نیابت سے خالی ہو گیا۔ ایسا علم بے روح ہے۔ (رپورٹ : مقصودہ آفتاب)

KHALID TRADERS
IMPORTERS - INDENTORS - STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE
NATIONAL DISTRIBUTORS NTN BEARINGS

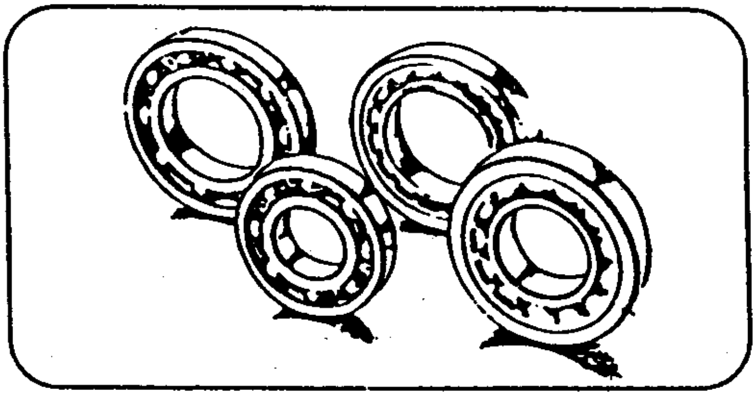

PLEASE CONTACT
Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan.
G.P.O. Box #. 1178 *Phones* : 7732952 - 7730595 *Fax* : 7734776 - 7735883
E-mail : ktntn@poboxes.com
FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : *SIND BEARING AGENCY*, 64 A-65 Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan) Tel : 7723358-7721172
LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan. Phones: 7639618,7639718,7639818, Fax: (42) : 763-9918
GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607
WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

Vol : 9 Regd. CPL No.127 No.49

WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

افہام و تفہیم

✪ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کرتے ہیں تو ابلیس نے کیوں نافرمانی کی؟

✪ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں کیا؟ ✪ باقی ادیان کے ساتھ اشتراکِ عمل ہو سکتا ہے؟

قرآن آڈیٹوریم میں ہفتہ وار درس قرآن کے بعد امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال و جواب کی نشست

✪ **س** : فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کرتے ہیں تو پھر ابلیس نے کیوں نافرمانی کی؟

ج : ابلیس فرشتہ نہیں بلکہ جن تھا۔ البتہ جنوں اور فرشتوں کی تخلیق میں یہ فرق ہے کہ جن نار (آگ) سے اور فرشتے "نور" سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ابلیس جس کا نام عزازیل تھا اپنی عبادت، تقویٰ اور علم میں اتنا آگے بڑھ گیا کہ جن ہونے کے باوجود فرشتوں میں شامل ہو گیا تھا۔ قرآن مجید میں قصہ آدم علیہ السلام و ابلیس کے حوالے سے یہ وضاحت کئی مقامات پر آئی ہے کہ ﴿كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ﴾ "وہ جنات میں سے تھا اسی لئے اس نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی"۔ جبکہ فرشتوں کے حوالے سے قرآن مجید میں دو دفعہ یہ الفاظ بھی آئے ہیں : ﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ۝﴾

"پس تمام کے تمام فرشتوں نے سجدہ کیا"۔

"الملائکہ" کے شروع میں "لام حصر" آنے کی وجہ سے "کل" کا مفہوم پیدا ہو گیا ہے یعنی تمام فرشتے، اس کے بعد "كُلُّهُمْ" اور "اَجْمَعُوْنَ" کہ کر دو مرتبہ مزید تاکید کر دی ہے۔ یعنی فرشتوں میں سے تو کسی ایک کے بھی استثناء کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

✪ **س** : سجدہ صرف خدا کو کیا جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کیوں حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو؟

ج : سجدہ تعظیم کی علامت ہوتی ہے جیسے اب بھی آپ کسی بڑے سے ملتے ہیں تو فطری طور پر جھک جاتے ہیں۔ طبیعت کا یہ تھوڑا سا جھکاؤ درحقیقت تعظیم کے طور پر ہوتا ہے۔ اسی طرح اس وقت یا پہلی شریعتوں میں تعظیمی سجدہ حرام نہیں بلکہ جائز تھا۔ جیسا کہ سورۂ یوسف میں آتا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو اپنے پاس بلایا اور تخت کے ساتھ بٹھایا تو سب کے سب سجدے میں گر پڑے۔

بعد ازاں شریعت محمدی میں اسے حرام مطلق قرار دے دیا گیا۔ لہٰذا اب کسی حال اور کسی صورت میں بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے بھی سجدہ نہیں ہے۔

✪ **س** : آدم تا ایں دم دین ایک ہے تو کیا باقی مذاہب اور باقی ادیان کے ساتھ اشتراکِ عمل ہو سکتا ہے؟

ج : انسانی اخوات کی بنیاد پر اشتراک عمل کا معاملہ کیا جا سکتا ہے، لیکن صحیح اور حقیقی اشتراک جس کی طرف آپ کا اشارہ ہے اس کی تلقین قرآن حکیم کی سورۂ آل عمران میں ان الفاظ میں کی گئی ہے :

"کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسے کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور ہم میں سے بعض بعض کو اللہ کو چھوڑ کر رب نہ بنائے"۔

تو ہماری حیثیت ان کے لئے داعی کے ہو گی کہ اے لوگو! آؤ ہم اس ایک بات پر جمع ہو جائیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور یہ کہ ہم ایک دوسرے کو رب نہ بنالیں۔ یہ بات ہے کہ جس پر ہم جمع ہو سکتے ہیں۔ اس طرح تو گویا تمام ادیان جمع ہو کر ایک ہی دین کی شکل اختیار کر لیں گے اور اسی کی خبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ قیامت سے قبل ایسا ہو گا کہ دین اسلام میں باقی سب لوگ داخل ہو جائیں گے اور پورے کرۂ ارضی پر ایک ہی دین ہو گا اور وہ اسلام ہو گا۔

✪ **س** : جب دین ایک ہی ہے تو کیا پھر حنفی، شافعی، مالکی کہلانا شرک نہیں؟

ج : دین تو ہمیشہ سے ایک ہی ہے۔ حضرت آدم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام اور تمام انبیاء و رسل کا دین ایک ہی تھا لیکن شریعتیں مختلف تھیں۔ جیسے کہ شریعت موسوی اور تھی اور شریعت محمدیؐ اور ہے۔ دین یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حاکم مطلق ہے اور رسول اس کا نمائندہ ہے، اس کی اطاعت کی جائے گی۔ اب اگر اللہ اور رسول کے احکام کو سمجھنے میں اختلاف کا معاملہ ہے تو یہ دین میں اختلاف نہیں بلکہ احکام کو سمجھنے میں اختلاف ہو رہا ہے۔ ان احکام کو سمجھنے میں اختلاف کی وجہ سے حنفی، مالکی، شافعی مسالک بن گئے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ کہ ان میں تشدد اور غلو نہ ہو۔ یعنی یہ نہ سمجھا جائے کہ صرف ہم ہی مسلمان ہیں باقی کافر ہیں۔ اس طرح تو یہ تفرقہ ہو جائے گا۔ تفرقہ یہ ہے کہ "من دیگرم تو دیگری" تو اور ہے میں اور ہوں۔ مختلف احکام کے معاملے میں اختلاف ہو سکتا ہے، مثلاً نماز میں ہاتھ اوپر نیچے باندھنے میں اختلاف کا امکان موجود ہے، یہ شرک نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی حرج ہے۔

✪ **س** : کیا دنیوی تعلیم کو حصول علم دین کی نسبت زیادہ وقت دینے یا دین کی تعلیم کو قدرے مؤخر کر دینے سے گناہ لازم آتا ہے؟

ج : دنیاوی علوم و فنون کو اپنے اوپر اس درجہ حاوی نہیں کرنا چاہئے کہ وہ دین کی تعلیم میں رکاوٹ بن جائیں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ انسان نیت یہ رکھے کہ فلاں تعلیم یا کورس جو میں نے اب شروع کیا ہے ختم کرنے کے بعد پہلی ترجیح علم دین کو دوں گا یا دوں گی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ جو کام شروع کیا گیا ہے اس کو ختم کر لیا جائے، بعد ازاں دین کی تعلیم حاصل کر لی جائے۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب

— کی نئی تالیف —

دنیا کی عظیم ترین نعمت

قرآن حکیم

چھپ کر آ گئی ہے

صفحات: 32 —— قیمت: 10 روپے

یہ کتابچہ دعوتی مقاصد کے لئے نہایت مفید ہے

ناشر: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور